مطبوعات

سہ ماہی ادبیات : مجلہ اکادمی ادبیات پاکستان، شمارہ ۲۲ ج ۶ - ۱۹۹۳ء۔ مدیر مسئول : جناب غلام ربانی آگرو، مدیر اعلیٰ : خالد اقبال یاسر، مدیر منتظم : جناب افتخار عارف۔ مقام اشاعت : سیکٹر ۱ / ۸ - ایچ، اسلام آباد، ۴۴۰۰۰۔ صفحات : ۳۳۲ قیمت فی شمارہ ۴۰ روپے۔ سالانہ ۱۶۰ روپے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک۔

اول تو میں رسالے کی ظاہری خوبیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا (پہلے بھی ہمیشہ خوش ہوتا ہوں)۔ٹائٹیل سو اول درجے کا دبیز آرٹ پیپر، پھر رنگینیوں سے بھرپور، نقوش ایسے کہ عام نظر سے دیکھو تو معما، اور کچھ دیر سکون سے دیکھو تو ان لا۔معنیات میں سے وہ تصویری ساختیات ونما ہوتی ہیں کہ زوار حسین کے موقلم کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ اسی دنیا کا ہے، یا بیرونی با سے کسی سے بھیجا گیا۔ کیونکہ آرٹ کے ہیولا کی مجموعی ساخت اوپر کو اٹھتی ہے اور ے و کے ذہن کو بھی اٹھاتی ہے۔ ورنہ اتنے ڈیزائن دیکھے ہیں کہ جی اوب گیا، خصوصاً جو آرٹسٹ سیکس کی مکھی پر سیکس کی مکھی مارتا رہے، بلکہ کبھی تبدیلی ذائقہ نظر کے لیے بھینس بھی مار دے، تو ایسے اہل کمال کی چیزیں دیکھ دیکھ کر آرٹ سے منہ پھیر لیا کہ نسائیت کا گوشت قیمہ ہوتے ہوئے دیکھنے سے بہتر یہ ہے کہ آدمی بے شکر کی سیاہ کافی پی لے۔ زہر کی کاٹ زہر ہی سے ہوتی ہے۔اتنا کچھ لکھنے کے بعد ظاہر ہے کہ "وغیرہ وغیرہ" ہی لکھنے کی گنجائش ہے۔ مگر خیر دس سطر لکھ دی جائیں تو زیادہ خطرہ نہیں۔

۱ سے ۱۲ صفحے تک حمد و نعت کا سلسلہ ہے۔ آج مجھے کتنی خوشی ہے کہ ادبی رسالوں میں سب سے پہلے میں نے (سیارہ میں) اس باب کا افتتاح کیا اور بہت سی جبینیں شکن آلود ہوئیں، بہت سی زبانوں نے ملائیت کے طعنے دیے مگر ہم نے بھی اپنا چلن جاری رکھا۔ یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ آج خدا کا کرم کوئی ادبی رسالہ (چاہے وہ کمیونسٹی مسلک کا ہو) حمد و نعت

کے صفحات سے خالی نہیں اور ادبیات کا تو حق ہے کہ وہ کتب و جرائد کی اس نہایت قدیم روایت کو (عربی میں، فارسی میں، اردو میں، ہماری علاقائی بولیوں میں) درخشاں کرے، اس نے حق ادا کردیا۔ تبرکاً" حمد کا ایک شعر۔

مری سوچوں کو اک میزان دے کر مرے ہاتھوں سے مجھ کو تولتا ہے

اور ایک شعر نعت کا۔

اس کے اجمال کی تفصیل رقم کیا ہو گی جو تصور بھی کیا ہم نے ادھورا نکلا

ادبیات نے ایک بڑا کام کیا ہے کہ ۲۳۰ صفحات میں پنجابی اور سرائیکی سے اردو میں ترجمہ کرکے ۵۱ مختصر کہانیاں پیش کی ہیں۔ ان میں سے جتنی میں پڑھ سکا وہ بہت حوصلہ افزا ہیں۔ یعنی ان مقامی زبانوں میں سوچنے اور لفظوں کو بل دینے والوں اور معنی نچوڑنے والوں نے خوبیٔ تفکر کو بھی پیش کیا، بیانیہ طرز کو بھی پلاٹ کے ساتھ اچھی گندھاوٹ دی۔ مگر یہی باتیں براہ راست بھی اردو میں لکھی جاسکتی تھیں، کیونکہ اب دلی، لکھنؤ سے آزاد شدہ اردو پنجاب کے دیہاتی کلچر کو اٹھا سکتی ہے۔ مجھے کوئی مخالفت منظور نہیں، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں ادب کے ذریعے فکری وحدت کی طرف آنا چاہیے اور مقامی بولیوں میں جو کچھ کہنا ہو اس کے لیے اردو میں راستے بنانے چاہئیں۔

خصوصی باب سجاد حیدر (فن اور شخصیت) کے متعلق ہے اور ۵ مضامین میں بہت کچھ آچکا ہے۔ "فنون لطیفہ" پر خصوصی مقالہ زوار حسین کے فن کے متعلق علی تنہا نے لکھا ہے۔ ہم اس دریاؤ علم کے پیراک نہ سہی مگر سیربین سے "تک دیکھ لیا" کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ علی تنہا کے تین جملے میں درج کرتا ہوں:

"زوار حسین کی مصوری ہمارے عہد کا چہرہ ہے" (خدا کرے کوئی چہرہ بچا رہ گیا ہو)۔

"مصوری کے عمل سے زیادہ زوار حسین کی مساعی رہی ہے کہ مصوری کے عمل کی مختلف ماہیتوں اور کیفیتوں کو دریافت کرے" اور

"زوار حسین کا دعویٰ ہے کہ اس نے فرانس کے نابغۂ دہر فن کاروں کے خیالات کو اردو میں ترجمہ کرتے وقت ذرا بھی دقت نہیں محسوس کی" (حسن عسکری سے اختلاف، ن، ص)۔

مصور کی دس تخلیقات سادہ یک رنگی رسالے میں دی گئی ہیں۔

"جائزہ" کے زیر عنوان گیارہ مطبوعات پر متعدد اصحاب کے لکھے تبصرے نکات انگیز ہیں۔

"جان پہچان" میں کچھ لکھنے والوں کے نام پتے اور بعض کی تصاویر ہیں۔

تبصرہ کیا ہوا، ہم نے صرف گنتی گن دی۔ کاش کہ مطالعہ کردہ کہانیوں پر تفصیلی رائے دے سکتا۔ (ن - ص)

سہ ماہی "فکر و نظر" سیرت نمبر: ظفر اسحاق انصاری صدر مجلس مدیراں۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ صفحات ۴۳۱۔ کاغذ اچھا۔ قیمت ۷۵ روپے۔

اس نمبر میں جمع شدہ تحریروں میں سے کچھ کی جھلک دیکھی، بعض کو نادر پایا، بعض پہلے میرے مطالعہ سے گزر چکی ہیں۔ ان مضمونوں کا خلاصہ بیان کرنا یا ان پر اختلافی بحثیں اٹھانا اگرچہ دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی ہو سکتا ہے جبکہ مقصد خیر خواہی اور خدمتِ دین اور درخشانیٔ سیرتِ پاکؐ ہو۔ مگر نہ اس کی جگہ ہے اور نہ اصل مضامین پڑھے بغیر پہلے سے کچھ بحثیں قاری کے راستے میں بکھیر دینا کچھ اچھا ہے۔

البتہ مندرجات کی فہرست مع اسماء اہلِ قلم پیش کر دینے سے پڑھنے والے کے سامنے ان دلچسپ مباحث و حقائق کا چمن آراستہ ہو جائے گا جن سے سیرت پاکؐ کی نگارش یا اس کے مطالعہ کا راستہ گزرتا ہے۔

ادھر کئی برس سے حبِ رسولؐ اور عقیدتِ رسولؐ کے جذبات بعض وجوہ سے ایسے شاداب ہوئے ہیں کہ ایک طرف نعتیہ شاعری کا ایک سمندر دس بارہ سال میں ٹھاٹھیں مارنے لگا ہے، دوسری طرف سیرت پاکؐ پر بڑی اہم کتابیں اور خاص اشاعتیں نمودار ہوئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہادیٔ برحقؐ کی سیرتِ مطہرہ پر چھوٹی بڑی کتابوں اور رسائل کے خاص نمبروں کی ایک متوسط سی لائبریری وجود میں آ گئی ہے۔ ایسی مختصر سی لائبریری متوسط الحال شخص خود خرید سکتا ہے یا محلوں کے کلب یا سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے اس کا انتظام بآسانی کر سکتے ہیں۔

(ا) حیاتِ رسول بہ ترتیب زمانی از ڈاکٹر محمد میاں صدیقی۔ عنوان سے ظاہر ہے کہ ولادت سے وفات تک تقریباً ۶۷ اہم واقعات کی تاریخی ترتیب۔ ہجری اور عیسوی دونوں پر تاریخیں درج ہیں، بہت مفید ہے۔